گہوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے
ہاتھوں پہ رکھ کے فدیہ ء داور کو لے چلے
بادل میں شام کے مہ انور کو لے چلے
چلائی ماں کہاں میرے دلبر کو لے چلے

فارغ ابھی نہیں ہوئی اکبر کے داغ سے
کچھ روشنی ہے گھر میں میرے اس چراغ سے

للہ میرے گل کو نہ خاروں میں لے کے جاؤ
ننھی سی جان کو نہ ہزاروں میں لے کے جاؤ
اک مور ناتواں کو نہ ماروں میں لے کے جاؤ
بے شیر کو نہ تیغوں کی دھاروں میں لے کے جاؤ

جنگل میں لے نہ جاؤ یہ نازوں کا پالا ہے
میں نے انہیں ابھی نہیں گھر سے نکالا ہے

جھولے سے کیوں اٹھا لیا دکھتا ہے میرا دل
سوتے سے کیوں جگا لیا دکھتا ہے میرا دل
چادر میں کیوں چھپا لیا دکھتا ہے میرا دل
سینے سے کیوں لگا لیا دکھتا ہے میرا دل

وسواس مجھ کو آتا ہے کیا دیکھتے ہیں آپ
کیوں بار بار اس کا گلہ دیکھتے ہیں آپ

گذری میں پانی سے اسے لے کے نہ جائیے
پیاسا ہی جی رہے گا نہ پانی پلائیے
اس کی تو شکل بھی نہ کسی کو دکھایئے
اس غنچہ لب کو یہاں نہ ہوا بھی لگایئے

احسان ہوگا آپ کا مجھ دل ملول پر
میں واری اس کو بھیج دو قبر رسول پر

بانو کے اس بیان سے گھبرائے شاہ دیں
آخر قریب فوج کے لے آئے شاہ دیں
بچے کو رکھ کے ہاتھوں پہ چلائے شاہ دیں
یاروں سمجھ لو جو تمہیں سمجھائے شاہ دیں

کچھ تو خیال چاہیئے ننھی سی جان کا
بتلاؤ کیا قصور ہے اس بےزبان کا

یہ سن کے حرملہ نے اٹھایا کمان کو
اور ٹاکا خطا شعار نے ننھی سی جان کو
مارا خدنگ شاہ کے ابرو کمان کو
ہے ہے مٹایا بانو کے نام و نشان کو

چلائی موت ہائے نہ تجھ کو امان دی
بچے نے سہم سہم کے ہاتھوں پہ جان دی

شہ نے سوائے شکر زباں سے نہ کچھ کہا
چاند اپنا زیر خاک چھپایا بصد بکا
تربت سے اٹھ کے آپنے خیمے کا رخ کیا
لیکن قدم نہ آگے کو اٹھتے تھے مطلقا

کہتے تھے کیا کہوں گا جو بچے کو مانگے گی
بانو ضرور ہنسلیوں والے کو مانگے گی

پہنچے غرض کہ تا در خیمہ بحال زار
آئی جو بانو دیکھ کے شرمائے بار بار
گردن جھکا کے کہنے لگے شاہ نامدار
لو شہربانو بن گیا اصغر کا بھی مزار

ناسور پڑ گیا ہے دل دردناک میں
بانو تیری کمائی ملی آج خاک میں

بانو وہ تیرا ہنسلیوں والا گذر گیا
بانو وہ تیرے گود کا پالا گذر گیا
بانو وہ تیرے گھر کا اجالا گذر گیا
بانو وہ تیرا جھولنے والا گذر گیا

نہ اب وہ چونکتے ہے نہ ہر دم مچلتے ہیں
فردوس میں وہ حوروں کی گودی میں پلتے ہیں

چلائی بانو ہائے میرے نا مراد ہائے
کن جنگلوں میں بانو تمہیں ڈھونڈھنے کو جائے
تم گھٹنیوں بھی گھر میں ہمارے نہ چلنے پائے
خیمے سے جاکے شکل نہ ماں کو دکھانے آئے

مجھ سے بچھڑ کے پیاس کے مارے چلے گئے
کس ماں کی گود میں میرے پیارے چلے گئے

جھولا تمہارا خالی ہے کس کو جھلاؤں میں
دے دے کے لوریاں کسے شب کو سناؤں میں
تڑپے گا دل تو کس کو گلے سے لگاؤں میں
رکھ رکھ کے ہاتھ ہونٹوں پہ کس کو ہنساؤں میں

دادی کے پاس خلد میں تنہا چلے گئے
ہے ہے نہ ساتھ پالنے والی کو لے گئے

بانو کے اس بیان نے شہ کو رلا دیا
رخصت جو ہو کے رن میں گئے سر کٹا دیا
بس اے شریف حشر کا ساماں دکھا دیا
شیعوں نے آج اشکوں کا دریا بہا دیا

کر عرض شہ سے دل میرا خرسند کیجیے
اصغر کے صدقے سے کوئی فرزند دیجیے